82550 ـ خاوند سے جھگڑا ہونے پر بیوی تین ماہ کے لیے میکے چلی گئی

سوال

میرا اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تو وہ مجھ سے بغیر بات کیے ہی اپنی بیٹی کے پاس چلی گئی حالانکہ میں نے اس سے بات چیت کرنے کی بہت کوشش بھی لیکن وہ راضی نہیں ہوئی، پھر اس کے والدین آئے اور میرے پاس لانے کی بجائے یا مجھ سے سمجھوتہ کرنے کی بجائے اسے اپنے ساتھ لے کر گھر چلے گئے اور ہمارے مابین صلح کرانے کی بھی کوشش نہیں کی، اور اب وہ تین ماہ سے اپنے میکے رہ رہی ہے، نہ تو اپنی اولاد کے بارہ میں پوچھتی ہے اور نہ ہی کوئی رابطہ کرتی ہے، برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ کیا وہ ابھی تک میری بیوی ہے یا کہ اسے طلاق ہو چکی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

یہ جاننا ضروری ہے کہ خاوند اور بیوی میں پیدا ہونے والی مشکلات کے اسباب میں یہ بھی شامل ہے کہ خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق کا علم نہیں ہوتا، اس لیے یہ مشکلات بڑھ کر بہت ہی زیادہ خراب حالت تک پہنچ جاتی ہیں.

دین اسلام نے ان حقوق کو خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک کے لیے ثابت بھی کیا ہے، بلکہ اسے ہر ایک پر لازم بھی کیا ہے، اس لیے خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرنی چاہیے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے لیے بھی (اسی طرح حقوق ہیں) جس طرح ان عورتوں پر (اپنے خاوندوں کے حقوق ہیں) اچھے طریقہ کے ساتھ، اور مردوں کو ان عورتوں پر فضیلت حاصل ہے البقرۃ (228).

اس آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک پر دوسرے کے حقوق ہیں جن کی ادائیگی ہر ایک پر

واجب ہے، تو اس طرح ان دونوں میں توازن قائم ہو جاتا ہے جس سے ازدواجی زندگی میں استقرار پیدا ہوتا اور زندگی کے معاملات صحیح ہو جاتے ہیں.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

یعنی: عورتوں کو حق حاصل ہے کہ ان کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کی جائے، خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی سے حسن صحبت اختیار کرے، جس طرح وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت کرے جن میں اللہ نے خاوند کی اطاعت واجب کی ہے "

اور قرطبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ:

" یہ آیت سب حقوق زوجیت کو عام ہے، کوئی خاص نہیں "

ان حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ: ایك دوسرے کی غلطی اور کوتاہی سے صرف نظر کی جائے، اور خاص کر جن اقوال و افعال اور اعمال کا قصدا ارتکاب نہ کیا گیا ہو.

انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ہر بنی آدم غلطی کرتا ہے، اور سب سے بہتر وہ ہے جو غلطی کر کے توبہ کر لے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2499) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی میں حسن قرار دیا ہے.

اس لیے خاوند اور بیوی میں سے ہر ایك کو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لے، کیونکہ ہر انسان غلطی سے غلطی ہو سکتی ہے، اور جس کے ساتھ زیادہ تعلق ہو اس سے اس کا زیادہ احتمال ہوتا ہے.

اس لیے ہر ایك کو چاہیے کہ وہ دوسرے کی غلطی کا جواب غلطی سے مت دے، لہذا جب خاوند اور بیوی میں سے کوئی دیکھے کہ اس کا شریك حیاۃ بہت زیادہ غصہ میں ہے اور جذبات میں آیا ہوا ہے تو اسے اپنے غصہ کو پی جانا چاہیے اور وہ خود بھی اس کا جواب فوری جذبات کے ساتھ مت دے اسی لیے ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی بیوی سے کہا تھا:

" جب تم دیکھو کہ میں ناراض ہوں تو تم مجھے راضی کر لیا کرو، اور جب میں تمہیں دیکھوں گا کہ تم ناراض ہو تو

میں تمہیں راضی کر لیا کرونگا، وگرنہ پھر ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے "

امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رضی اللہ نے عباسۃ بنت مفضل جو کہ ان کے بیٹے صالح کی ماں ہے سے شادی کی تو وہ اس کے بارہ میں کہا کرتے تھے:

" ام صالح میرے ساتھ بیس برس رہی، ہمارا اس عرصہ میں کبھی کسی بات میں اختلاف تك نہیں ہوا "

" ام صالح میرے ساتھ بیس برس رہی، ہمارا اس عرصہ میں کبھی کسی بات میں اختلاف تك نہیں ہوا "

سب سے عظیم حقوق میں یہ شامل ہے کہ خاوند اور بیوی ایك دوسرے کو اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی تلقین و نصیحت کریں.

صحیح حدیث میں ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" جب درج ذیل آیت نازل ہوئی:

اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع کر کے خزانہ بنا کر رکھتے ہیں .

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو کچھ صحابہ کرام کہنے لگے:

سونے اور چاندی کے بارہ میں جو کچھ نازل ہوا ہے وہ نازل ہوچکا، اگر ہمیں یہ پتہ چل جائے کہ کونسا مال بہتر اور اچھا ہے تو ہم اسے رکھ لیں.

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس میں سب سے افضل ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایماندار بیوی ہے جو اس کے ایمان میں ممد و معاون ثابت ہو "

مسند احمد حدیث نمبر (21358) سنن ترمذی حدیث نمبر (3094) صحیح الجامع حدیث نمبر (5231).

پھر آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اگر وہ بیوی میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس پر ناراض ہو اور اس سے بغض کرنے لگے؛ کیونکہ اگر اسے بیوی کی کوئی بات اور اخلاق اچھا نہیں لگتا تو وہ اس کے کسی دوسرے اخلاق سے

راضی ہو جائیگا، اس لیے اسے اس کا مقابلہ اس سے کر لینا چاہیے کہ وہ اس اچھے اخلاق کے بدلے برے کو معاف کر دے.

حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض نہیں رکھتا، اگر اسے اس کا کوئی ایك اخلاق اچھا نہیں لگتا تو وہ اس کے کسی دوسرے اخلاق سے راضی ہو جاتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1469).

خاوند اور بیوی کی ازدواجی زندگی میں سب سے عظیم ممد و معاون ثابت ہونے والی چیز حسن اخلاق ہے، اسی لیے دین اسلام میں اخلاق حسنہ کی شان و مقام بہت عظیم ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا شخص وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے، اور تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے لیے اچھا ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1162) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر حسن معاشرت میں یہ چیز بھی شامل ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کے حقوق کے علاوہ ہر چیز میں ایك دوسرے سے صرف نظر کی جائے، اور چھوٹے بڑے امور میں ایك دوسرے کا پیچھا نہ کیا جائے، اور بات بات پر ڈانٹ ڈپٹ نہ ہو.

دوم:

آپ کی بیوی کا آپ کی اجازت کے بغیر گھر سے جانا اور اس عرصہ غائب رہنے کا معنی یہ نہیں کہ اسے طلاق ہو گئی ہے، بلکہ وہ اب بھی آپ کی بیوی ہے، اور جب تك آپ اسے طلاق نہیں دیتے اسے طلاق نہیں ہوگی.

لیکن اس کا ایسے چلے جانا نافرمانی شمار ہوگا، جس کی بنا پر وہ گنہگار ٹھرے گی، اور پھر اگر وہ اس سلسلہ میں معذور نہیں یعنی اس کے پاس کوئی شرعی عذر نہیں تو اس کا نان و نفقہ کا حق ساقط ہو جائیگا، یعنی اگر وہ آپ کے

ظلم و ستم کی بنا پر گھر سے گئی ہے تو پھر وہ نان و نفقہ کی مستحق ہے، لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر اسے نان و نفقہ ملےگا، اور اس کا اپنے گھر سے باہر رہنا اور اس عرصہ میں اپنے خاوند اور اولاد سے دور رہنا بہت بڑی غلطی ہے اسے اس پر قائم نہیں رہنا چاہیے، اور نہ ہی اس کے خاندان والوں کو اس میں اس کی معاونت کرنی چاہیے.

کیونکہ یہ دوری ایك ایسی چیز ہے جو گھر کی تباہی کے لیے شیطان کی بہت زیادہ ممد و معاون ثابت ہوتی ہے، اور سینوں میں بغض و عداوت پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے، اس لیے اگر آدمی عقل و دانش رکھتا ہو اور عورت کے گھر والوں کو اس کے انجام کا علم ہو تو وہ اس کے دور رہنے پر راضی نہیں ہونگے.

بلکہ وہ تو انہیں اکٹھا کرنے اور ملانے کی کوشش کریں گے، اور ان کا آپس میں سمجھوتہ کرانے اور ان کے مشکلات کو ختم کرنے اور خاوند و بیوی میں حسن معاشرت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے.

اس لیے ہماری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ آپ بیوی سے رابطہ کریں اور اسے وعظ و نصیحت کریں، اور اسے یاد دہانی کرائیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر خاوند اور بیوی کے کیا حقوق رکھے ہیں، اگر وہ یہ نصیحت قبول نہیں کرتی تو پھر آپ اس کے رشتہ داروں میں سے خیر و بھلائی رکھنے والے افراد سے تعاون حاصل کریں کہ وہ اسے سمجھائیں.

اور ہماری اس بیوی کو بھی یہ نصیحت ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور تقوی اختیار کرتے ہوئے خاوند کی نافرمانی نہ کرے، اور خاوند کو ناراض کر کے اپنے خاندان والوں کو ترجیح مت دے کہ اپنے گھر اور اولاد اور خاوند کے مقابلہ میں اپنے میکے کو ترجیح دیتے ہوئے بچوں کو چھوڑ کر میکے بیٹھی رہے.

اور پھر خاوند اور بیوی کو ادراك ہونا چاہیے کہ عناد اور ایسی رائے پر ڈٹ جانا کسی مشکل کا حل نہیں بلکہ یہ چیز تو ان میں اور مشکلات پیدا کریگا، اور ان میں غلط فہمیاں اور زیادہ ہوں گی.

بڑے دل والا شخص ہی صلح کی کوشش کرتا اور اکٹھے رہنے کی اہمیت کی قدر کرتا ہے، اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ بڑے دل والا بنے، اور آگے بڑھتے ہوئے اسے صلح اور سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ کسی طرح یہ مشکل حل ہو جائے.

اس طرح آپ کو اللہ تعالی عزت و شرف سے نوازے گا اور آپ اللہ کے ہاں بھی عزت و مقام والے بن جائیں گے، اور لوگوں کے ہاں بھی عزت حاصل ہوگی، کیونکہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان وارد ہے:

" معافی ودرگزر سے اللہ سبحانہ و تعالی بندے کی عزت و مرتبہ میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو کوئی بھی اللہ کے لیے تواضح اختیار کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی اسے اور بلندی و عزت سے نوازتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2588).

اس لیے آپ اپنی بیوی سے رابطہ کرنے میں پہل کریں اور اس کے بارہ میں دریافت کریں اور گھر کی اصلاح و اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی رغبت میں پہل کریں، ان شاء اللہ اللہ کے ہاں آپ کا اجروثواب ضائع نہیں ہوگا.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو صحیح راہ کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .